سلام کے ذریعہ نماز ختم کرنا

لفظ ''السلام'' کہنے سے نماز سے خارج ہوگیا:

سوال: کیا فرماتے ہیں بزرگان دین مسئلہ ذیل میں کہ نماز سے خروج کے لیے ''السلام علیکم'' کہنا واجب ہے، تو قابل دریافت امر یہ ہے کہ پورا سلام کہنے سے نماز سے خارج ہوجاتا ہے، یا نصف سلام یا اس سے بھی کم الفاظ کہنے سے نماز سے خارج ہوجاتا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــ باسم ملهم الصّواب

''علیکم'' سے قبل ہی صرف ''السلام'' کا لفظ کہنے سے نماز سے خارج ہوجاتا ہے۔

لما فی واجبات الصلاة من شرح التنویر:

(ولفظ السلام) مرتین فالثانی واجب علی الأصحّ. برهان. دون علیکم، وتنقضی قدوة بالأوّل قبل علیکم علی المشهور عندنا وعلیه الشافعیة. (الدر المختار)

وفی رد المحتار: (قوله وتنقضی قدوة بالأوّل) أی بالسلام الأوّل، قال فی التجنیس: الإمام إذا فرغ من صلاته فلمّا قال: السلام جاء رجل واقتدیٰ به قبل أن یقول علیکم لایصیر داخلاً فی صلاته، لأنّ هٰذا سلام. (رد المحتار: ۴۳۶/۱)(۱) فقط واللّٰه تعالیٰ أعلم

۱۷/محرم ۱۳۸۶ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۲۵/۳)

دونوں سلام واجب ہیں یا ایک:

سوال: نماز میں دونوں سلام واجب ہیں یا ایک ہی سلام؟　　(عبدالباری، کلکتہ)

الجواب ــــــــــــــ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ! ''نماز سے حلال ہونے کا طریقہ سلام ہے''۔

(۱) کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل فی تألیف الصلاة، قبل مطلب مهم فی تحقیق متابعة الإمام: ۴۶۸/۱، دار الفکر، انیس

"وتحليلها التسليم". (۱)

اور اپنے عمل سے سلام کا طریقہ متعین فرما دیا کہ دائیں، بائیں دو سلام کئے جائیں۔ (۲)

اس لئے صحیح یہی ہے کہ پہلے سلام کی طرح دوسرا سلام بھی واجب ہے۔

"فالثاني واجب على الأصح". (۳)

گو بعض اہل علم کی رائے ہے کہ پہلا سلام واجب اور دوسرا سنت ہے؛ (۴) لیکن صحیح تر رائے یہی ہے۔ (۵)

(کتاب الفتاویٰ: ۲/۱۸۹)

ایک طرف سلام پھیرنے سے نماز درست ہوگی یا نہیں:

سوال: امام کے آخری قعدہ میں بیٹھ کر دائیں جانب سلام پھرانے کے بعد ایک مقتدی نے اللّٰہ أکبر کہہ کر امام کو لقمہ دیا، لقمہ کی آواز سے امام ٹھٹھک گیا، بائیں طرف سلام نہ پھرا کر کھڑے ہو کر سوال کیا کہ نماز پوری نہیں ہوئی؟ اکثر مقتدیوں نے کہا کہ نماز پوری ہوگئی، لقمہ دینے والے نے غلطی کی، کیا بائیں طرف نہ پھرانے سے نماز تمام ہو جائیگی، یا اعادہ ضروری ہے؟

(۱) مشكوة المصابيح، حدیث نمبر: ۳۱۲، بحوالہ ابوداؤد، ترمذی ودارمی، عن علی رضی اللہ عنہ

(أخرجه الدارمي، باب مفتاح الصلاة الطهور (ح: ٧١٤)/والشافعي في السنن، ت: سنجر، باب تحريم الصلاة التكبير (ح: ١٩١)/وابن ماجة، باب مفتاح الصلاة الطهور (ح: ٢٧٥)/وأبوداؤد، باب فرض الوضوء (ح: ٦١)/والترمذي، باب ماجاء أن مفتاح الصلاة الطهور (ح: ٣) انيس)

(۲) عن عبدالله أنه كان يسلم عن يمينه "السلام عليكم ورحمة الله" وعن يساره "السلام عليكم ورحمة الله". وقد روى عن الأسود من غير هذا الإسناد عن عبدالله عن النبي صلى الله عليه وسلم بمثله. (مسند أبي داؤد الطيالسي، ما أسند عبدالله بن مسعود رضي الله عنه (ح: ٢٨٤) ورواه الترمذي عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم "أنه كان يسلم عن يمينه وعن يساره: السلام عليكم ورحمة الله، السلام عليكم ورحمة الله". باب ماجاء في التسليم في الصلاة (ح: ٢٩٥) انيس)

(۳) الدر المختار مع رد المحتار: ١٦٢/٢ (كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في تأليف الصلاة، قبل مطلب مهم في تحقيق متابعة الإمام: ٤٦٨/١ انيس)

(۴) رد المحتار معزيا إلى فتح القدير: ١٦٢/٢.

ثم قيل: الثانية سنة، والأصح أنها واجبة كالأولى. (فتح القدير، باب صفة الصلاة: ٣٢٠/١، دار الفكر. انيس)

(۵) کیوں کہ پہلے سلام سے ہی نمازی نماز سے خارج ہو جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دونوں جانب سلام کے عمل کی وجہ سے دونوں سلام کہنا سنت مؤکدہ ہے۔ انیس

الجواب

نماز کے اختتام پر دونوں طرف سلام پھیرنا اصح قول کی بنا پر واجب ہے،(اگر چہ بعض فقہا نے دوسرے سلام کو سنت بھی کہا ہے۔)

لہٰذا صورت مسئولہ میں امام نے ترک واجب کا ارتکاب کیا،جس کا حکم یہ ہے کہ نماز کی فرضیت تو ساقط ہوگئی،لیکن وقت کے اندر اندر نماز کا اعادہ واجب تھا،اب جب کہ وقت بھی گذر چکا اور ان مصلیوں کا اجتماع نہ رہا تو نماز کراہت کے ساتھ ہوگئی،البتہ امام کو اس غلطی پر توبہ واستغفار کرنا چاہئے۔

قال فی الدر المختار :(ولفظ السلام)مرتين،فالثاني واجب.(۱)

وفی مراقی الفلاح فی بیان حکم الواجب فی الصلاة:وإعادتها بتركه عمدًا وسقوط الفرض ناقصًا إن لم يسجد ولم يعد.

وقال الطحطاوی تحت قوله (وإعادتها بتركه عمدًا):أی مادام الوقت باقيًا وكذا فی السهو إن لم يسجد له وإن لم يعدها حتى خرج الوقت تسقط مع النقصان وكراهة التحريم،ويكون فاسقًا آثما،وكذا الحكم فی كل صلاة أديت مع كراهة التحريم،والمختار أن المعادة لترك واجب نفل جابر والفرض سقط بالأولٰى.(الطحطاوی علٰى مراقی الفلاح فی فصل بيان الواجب.(ص:١٣٤)(۲)والله أعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ۔۲۷/۱۲/۱۳۹۰ھ۔(فتوی نمبر ۱۹۹/۲۱-الف)الجواب صحیح:بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔

(فتاویٰ عثمانی:۱/۴۰۶-۴۰۷)

---

(۱) الدر المختار: ٤٦٨/١،طبع سعيد)(الدر المختار علٰى صدر رد المحتار،كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة، فصل فی تأليف الصلاة،قبل مطلب مهم فی تحقيق متابعة الإمام،انيس)

(۲) طبع قديمی كتب خانه.

وفی بدائع الصنائع: ١٩٤/١:وأما الذی هو عند الخروج من الصلاة فلفظ السلام عندنا،وعند مالك والشافعی فرض،والكلام فی التسليم يقع فی مواضع فی بيان صفته أنه فرض أم لا و فی بيان قدره...(وقال بعد أسطر):ولنا ما روی عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه أنه قال:صليت خلف رسول الله صلی الله عليه وسلم وخلف أبی بكر وعمر وكانوا يسلمون تسليمتين عن أيمانهم وعن شمائلهم.وروی عن علی أنه قال:كان رسول الله صلی الله عليه وسلم يسلم تسليمتين ... وأما الأحاديث فالأخذ بما روينا أولٰى،لأن علياً وابن مسعود كانا من كبار الصحابة وكانا يقومان بقربه صلی الله عليه وسلم ... الخ.كذا فی عامة كتب الفقه الحنفی.

نیز دونوں سلام کے وجوب سے متعلق محدثانہ کلام کے لئے حضرت والا دامت برکاتہم کی ''کتاب درس ترمذی:۲/۶۴'' ملاحظہ فرمائیں۔(مرتب عفی عنہ)

نماز کا سلام پھیرنے میں "السلام علیکم" کے بجائے "سلام علیکم" کہنا کیسا ہے:

سوال: بعض امام سلام پھیرنے کے وقت "السلام علیکم" کے بجائے "سلام علیکم" (الف لام کے بغیر) کہتے ہیں اس طرح کہنا کیسا ہے؟ کیا اس میں کوئی کراہت ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ

مصلی کیلئے (امام ہو یا منفرد) سنت طریقہ یہ ہے کہ کامل اور صاف طریقہ سے "السلام علیکم ورحمة اللّٰہ" کہے، اگر "السلام علیکم" کے بجائے "سلام علیکم" کہے گا تو سنت کے خلاف اور مکروہ ہوگا۔

شامی میں ہے:

(قولہ ھو السنة) قال فی البحر: وھو علٰی وجه الأکمل أن یقول: السلام علیکم ورحمة اللّٰہ مرتین، فإن قال السلام علیکم أو السلام أو سلام علیکم أو علیکم السلام أجزأہ وکان تارکاً للسنة، وصرح فی السراج بکراھة الأخیر، اھـ.

قلت: تصریحه بذلک لاینافی کراھة غیرہ أیضًا مما خالف السنة. (ردالمحتار: ۱/ ۴۹۱، فصل فی بیان تألیف الصلاة، مطلب فی وقت إدراک فضیلة الافتتاح) **فقط واللّٰہ أعلم بالصواب** (فتاویٰ رحیمیہ: ۸/۱۲۱) ☆

☆ نماز کے ختم پر "سلام علیکم ورحمة اللّٰہ" کہنا:

سوال: آج کل ایک معمول سا ہو گیا ہے کہ جب نماز ختم کرتے ہیں تو "السلام علیکم ورحمة اللّٰہ" کے بجائے "سلام" بغیر الف اور میم پر صرف پیش کے ساتھ، علیکم ورحمة اللّٰہ کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم الف لام کا تلفظ تو کرتے ہیں، البتہ سننے میں یوں لگتا ہے کہ الف لام کا تلفظ نہیں ہو رہا ہے، نیز کہتے ہیں کہ یہاں الف لام حرف شمسی پر داخل ہے؛ اس لئے اتنی گنجائش نکل سکتی ہے، اس لئے معلوم طلب امور یہ ہیں کہ:

(۱) سلام کے ذریعہ نماز ختم کرنے کا مسنون ومقبول طریقہ کیا ہے؟

(۲) "سلام علیکم ورحمة اللّٰہ" کہنے سے نماز میں کمی واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

(۳) ایسا کرنے والا جب کہ وہ اس پر مصر بھی ہو گنہگار ہوگا یا نہیں؟

(۴) کیا حروف شمسی پر الف لام داخل ہو تو اتنی تخفیف کی گنجائش ہے کہ مقتدی حضرات کو پتہ بھی نہ چلے؟

ھو المصوب ــــــــــــــــــــ

صورت مسئولہ میں خواہ امام ہو یا مصلی ہو یا منفرد، سنت طریقہ یہ ہے کہ کامل اور صاف طریقہ سے "السلام علیکم ورحمة اللّٰہ" کہے، اگر السلام علیکم کے بجائے سلام علیکم کہے گا تو سنت کو ترک کرنے والا ہوگا، اگرچہ نماز ہو جائے گی؛ لیکن اگر ایسا کرنے والا اسی پر مصر ہے تو گنہگار بھی ہوگا۔ ==

نماز کے سلام میں "وبرکاته" کا اضافہ:

سوال: نماز کے سلام میں ورحمة الله کے بعد وبرکاته کا اضافہ کیا جائے، تو کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

وبرکاته کا اضافہ متروک العمل ہے۔

(قوله السلام عليكم ورحمة الله) لم يقل وبركاته كما في الهداية الاختلاف فيه، قال المظهر: في شرح المصابيح: لفظ بركاته لم يرد في سلام الصلاة، وفي السراج: وإنه لا يقول وبركاته و صرح في النووي بأنه بدعة وليس فيه شيء ثابت، ولكن يرده ما في الحاوي القدسي من أنه مروي، وأيضًا قال أمير الحاج ردًا للنووي بأنها جاء ت في سنن أبي داؤد من حديث وائل بن حجر بإسناد صحيح. (حاشية الدرر على الغرر: ٦٢/١)(١)

== ردالمحتار میں ہے:

(قوله هو السنة) قال في البحر: وهو على وجه الأكمل أن يقول: السلام عليكم ورحمة الله مرتين، فإن قال السلام عليكم أو السلام أو سلام عليكم أو عليكم السلام أجزأه، وكان تاركاً للسنة، وصرح في السراج بكراهة الأخير.

قلت: تصريحه بذلك لا ينافي كراهة غيره أيضًا مما خالف السنة. (رد المحتار: ٢٤١/٢) (كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في بيان تأليف الصلاة، مطلب في وقت إدراك فضيلة الافتتاح، انيس)

تحریر: محمد طارق ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲/۷۸-۷۹)

(١) ... أن السنة في السلام من الصلاة أن يقول: السلام عليكم ورحمة الله عن يمينه، السلام عليكم ورحمة الله عن شماله ولا يسن زيادة وبركاته وإن قد جاء فيها حديث ضعيف وأشار إليها بعض العلماء ولكنها بدعة ولم يصح فيها حديث بل صح هذا الحديث وغيره في تركها والواجب منه السلام عليكم مرة واحدة ولو قال السلام عليك بغير ميم لم تصح صلاته وفيه دليل على استحباب تسليمتين. (شرح النووي لمسلم، باب الأمر بالسكون في الصلاة والنهي عن الإشارة باليد: ١٥٣/٤، دار إحياء التراث الإسلامي بيروت)

عن علقمة بن وائل عن أبيه قال: صليت مع النبي صلى الله عليه وسلم فكان يسلم عن يمينه "السلام عليكم ورحمة الله وبركاته" وعن شماله "السلام عليكم ورحمة الله". (سنن أبي داؤد، باب في السلام (ح: ٩٩٧) / ورواه ابن ماجة، باب التسليم (ح: ٩١٤) / والبزار في المسند، عن إبراهيم عن علقمة عن عبدالله (ح: ١٥٧٤) / والنسائي في السنن الكبرىٰ، كيف السلام على اليمين (ح: ١٢٤٣) / وابن حبان، ذكر كيف التسليم الذي ينفتل المرء به من الصلاة (ح: ١٩٩٣) / وابن خزيمة، باب صفة السلام في الصلاة (ح: ٧٢٨) عن عبدالله بن مسعود)

قوله: (السلام عليكم ورحمة الله) زاد أبوداؤد من حديث وائل: وبركاته، وأخرجها أيضا ابن حبان في صحيحه من حديث ابن مسعود وكذلك ابن ماجة من حديثه، ==

(قائلا السلام عليكم ورحمة اللّٰه)هو السنة،وصرح الحدادى بكراهة:عليكم السلام (و)أنه (لايقول)هنا (وبركاته) وجعله النووى بدعة،ورده الحلبى، وفى الحاوى أنه حسن.(الدرالمختار مع الشامى: ۱/ ٤٩١)(۱)فقط واللّٰه أعلم بالصواب(فتاویٰ رحیمیہ:۴/۲۹۹)

☆☆☆

== قال الحافظ فى التلخيص:فيتعجب من ابن الصلاح حيث قال:إن هذه الزيادة ليست فى شيء من كتب الحديث إلا فى رواية وائل بن حجر وقدذكر الحافظ طرقاً كثيرةً فى تلقيح الأفكار تخريج الأذكار لما قال النووى:إن زيادة وبركاته رواية فردة ثم قال الحافظ بعد أن ساق تلك الطرق: فهذه عدة طرق تثبت بها وبركاته،بخلاف ما يوهمه كلام الشيخ إنها زيادة فردة،انتهٰى،وقد صح فى بلوغ المرام حديث وائل المشتمل على تلك الزيادة.(نيل الأوطار،باب الخروج من الصلاة بالسلام: ۲/ ٣٤٦، دار الحديث مصر.انيس)

(۱) كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة،فصل فى بيان تاليف الصلاة،مطلب فى وقت إدراك فضيلة الافتتاح،انيس